سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: دسویں

رسالہ نمبر 9

الاعلام بحال البخور فی الصّیام ۱۳۱۵ھ

حالتِ روزہ میں دُھونی لینے کے بارے میں اطلاع

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)
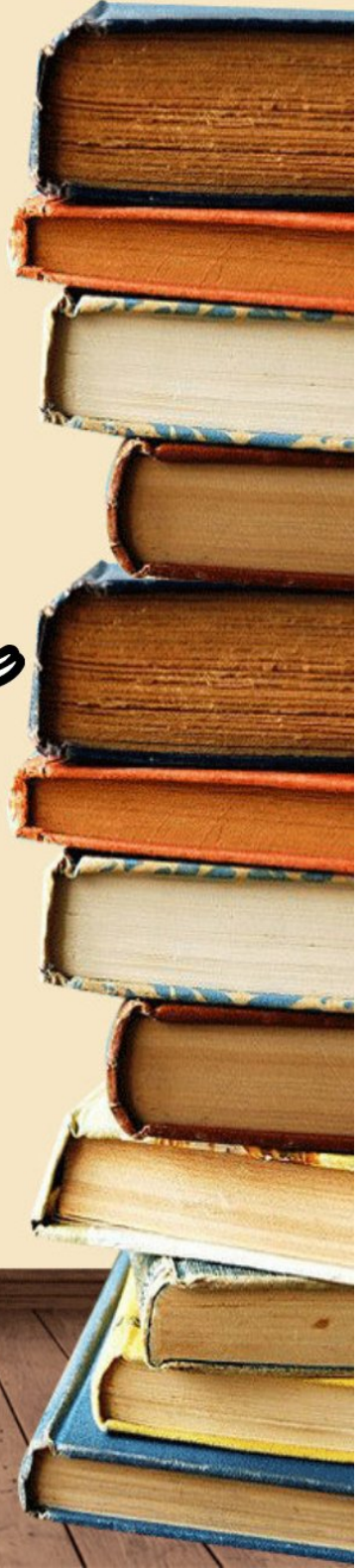
الاعلام بحال البخور فی الصّیام ۱۳۱۵ھ

(حالتِ روزہ میں دُھونی لینے کے بارے میں اطلاع)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

مسئلہ ۲۲۵: از جوناگڑھ کاٹھیاواڑ سرکل مدار المہام مرسلہ مولوی امیر الدین صاحب ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کامل عارف باللہ کے مقبرہ میں بارہ بارہ چند حضرات مل کر بعد ۴ بجے دن کے فاتحہ کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور بوقتِ فاتحہ ہمیشہ مزار شریف سے کچھ فاصلہ پر لوبان جلایا جاتا ہے اور حاضرین مزار شریف کے قریب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں مگر حضار میں سے کسی شخص کا ارادہ خوشبو یا دُھواں لینے کا ہرگز نہیں ہوتا، اگر بغیر قصد وارادے کے دُھواں ناک وحلق وغیرہ میں چلا جائے تو کیا روزہ فاسد ہو جائے گا؟ ماہِ رمضان المبارک میں ایک شخص نے بیان کیا کہ اس خفیف دُھوئیں سے روزہ جاتا رہا اور کفارہ لازم آیا، اور جہاں لوبان جلتا ہے روزہ دار وہاں سے علیحدہ کھڑے ہوتے ہیں اگرچہ مکان ایک ہے۔ **بینوا توجروا**

الجواب:

الحمد للہ الذی فرض علینا الصیام طھرا وجعل ھذاالدین یسراوالصلوۃ والسلام علی اطیب ریحان الرحمان طیبا ونشرا وعلٰی اٰلہٖ وصحبہ الذین من اقتفاھم لایصل الیہ دخان الضلال ورداولاصدرا۔	تمام تعریف اللہ عزوجل کی جس نے طہارت کے لیے ہم پر روزے فرض فرمائے اور اس دین کوآسان بنایا، اور صلوٰۃ وسلام ہو اس ذات اقدس پر جو خوشبو کے لحاظ سے رحمان کے تمام گلستان میں اعلٰی ہیں، اور آپ کے آل واصحاب پر جنہوں نے آپ کی اس طرح اتباع کی کہ انہیں کسی بھی طرف سے گمراہی کی کوئی غبار لاحق نہ ہوسکے۔(ت)

متون وشروح وفتاوٰی عامہ کتب مذہب میں جن پر مدارِ مذہب ہے علی الاطلاق تصریحات روشن ہیں کہ دُھواں یا غبار حلق یا دماغ میں آپ چلا جائے کہ روزہ دار نے بالقصد اسے داخل نہ کیا ہو تو روزہ نہ جائے گا اگرچہ اس وقت روزہ ہونا یاد تھا۔ [۱]وقایہ و[۲]نقایہ و[۳]اصلاح و[۴]ملتقی و[۵]تنویر وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاصلاح دخل غبار اودخان او ذباب حلقہ لم یفطر[1]۔	اصلاح کے الفاظ یہ ہیں: حلق میں اگر غبار، دُھواں یا مکھی داخل ہوگئی تو روزہ نہ ٹوٹے گا(ت)

[۶]غرر متن درر میں ہے:

دخل حلقہ غباراودخان او ذباب ولو ذاکرالم یفسد[2]۔	روزہ دار کے حلق میں غبار، دُھواں یا مکھی چلی گئی حالانکہ اسے روزہ یاد تھا تو روزہ فاسد نہ ہوگا(ت)

[۷]بدایہ و[۸]ہدایہ و[۹]وافی و[۱۰]کافی میں ہے:

واللفظ للکافی، لودخل حلقہ ذباب وھو ذاکر لصومہ یفسد قیاسالوصول المفطر الی جوفہ وکونہ ممالایتغذی لاینافی الفساد کالتراب وفی الاستحسان لایفسد لانہ لایمکن التحرزعنہ فان	کافی کی عبارت یہ ہے روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی گئی حالانکہ اسے روزہ یاد تھا روزہ قیاسًا فاسد ہوجائے گا___اس لئے کہ روزہ توڑنے والی چیز اس کے حلق میں چلی گئی اور اس کا غذا والی چیز نہ ہونا فساد کے منافی نہیں جیسا کہ مٹی کا حکم ہے اور استحسانًا روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے

[1] درمختار، باب یفسد الصوم، مجتبائی دہلی، ۱۴۹/۱

[2] غرر مع درر الحکام باب موجب الافساد احمد کامل الکائنہ دارالسعادۃ بیروت ۲۰۲/۱

الصائم لا یجد بدامن ان یفتح فمه لیتکلم فصار کالغبار والدخان[3]۔	کیونکہ روزہ دار کو بات کرنے کے لئے مُنہ کھولنا پڑتا ہے تو مکھی کا حکم غبار اور دُھوئیں کی طرح ہے۔(ت)

[11]فتح القدیر میں ہے:

قوله فاشبه الغبار والدخان اذا دخلا فی الحلق فانه لایستطاع الاحتراز عن دخولهما لدخولهما من الانف اذا طبق الفم وصار ایضا کبلل یبقی فی فیه بعد المضمضة۔[4]	مصنف کا قول مکھی کا داخل ہونا غبار اور دھوئیں کی طرح ہے کیونکہ جب وہ حلق میں داخل ہو جائیں تو ان کے دخول سے بچنا ممکن نہیں ہوتا، منہ اگر بند بھی ہو تو وہ ناک کے ذریعے داخل ہو جائیں گے اور یہ اس تری کی مانند بھی ہے جو کُلی کے بعد منہ میں رہ جاتی ہے۔(ت)

[12]نور الایضاح متن امداد الفتاح میں ہے:

لایفسد الصوم لودخل حلقه دخان بلاصنعه او غبار ولو غبار الطاحون او ذباب او اثر طعم الادویة وهو ذاکر لصومه[5]۔	ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا جب حلق میں بلا قصد دُھواں داخل ہو جائے یا غبار خواہ وہ آٹے کی چکی کا ہو یا مکھی یا دوائیوں کے ذائقے کا اثر منہ میں داخل ہو جائے اگرچہ روزہ دار کو روزہ دار ہونا یاد ہو۔(ت)

[13]خانیہ و[14]خلاصہ و[15]خزانۃ المفتین میں ہے:

واللفظ للخانیة اذا دخل الدخان او الغبار او ریح العطر او الذباب حلقه لایفسد صومه[6]۔	خانیہ کی عبارت یہ ہے: حلق میں دھواں، غبار، عطر کی خوشبو یا مکھی داخل ہو جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔(ت)

[16]سراج الوہاج و[17]ہندیہ میں ہے:

---

[3] ہدایۃ باب مایوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۱۹۸

[4] فتح القدیر باب مایوجب القضاء والکفارۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۵۸

[5] نور الایضاح مالایفسد الصوم مطبع علیمی لاہور ص ۶۴

[6] فتاوٰی قاضی خان الفصل فیما لایفسد الصوم منشی نولکشور لکھنؤ ۱/۹۸

لودخل حلقه غبارالطاحونة اوطعم الادوية اوغبار الهرس واشباهه، او الدخان او ماسطح من غبارالتراب بالريح او بحوافر الدواب واشباه ذلك لم يفطره[7]۔	اگر روزہ دار کے حلق میں چکّی کا غبار، ادویات کا ذائقہ، گھوڑے کے دوڑنے یا اس کی ہم مثل کی غبار، دُھواں، ہوا کے ذریعے اڑنے والی، چوپایوں اور اس کے ہم مثل کی وجہ سے اڑنے والی غبار چلی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔(ت)

[18]وجیز و[19]انقرویہ و[20]واقعات المفتین میں ہے:

دخل الذباب اوالدخان اوالغبار حلقه او بقی بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم یفطر[8]۔	روزہ دار کے حلق میں مکھی، دُھواں یا غبار چلی گئی یا کُلّی کے بعد تری منہ میں رہ گئی اور اسے وہ تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا ت

ہاں اگر صائم اپنے قصد وارادہ سے اگر یا لوبان خواہ کسی شَے کا دُھواں یا غبار اپنے حلق یا دماغ میں عمداً بے حالت نسیان صوم داخل کرے، مثلاً بخور سلگائے اور اسے اپنے جسم سے متصل کرکے دُھواں سُونگھے کہ دماغ یا حلق میں جائے تو اس صورت میں روزہ فاسد ہوگا۔[21] درمختار میں ہے:

مفاده انه لوادخل حلقه الدخان افطر ایّ دخان کان ولو عودا اوعنبرالوذا کرا لامکان التحرز عنه فلیتنبه له کما بسطه الشرنبلالی[9]۔	اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی روزہ دار نے بقصد اپنے حلق میں دُھواں داخل کیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وُہ دُھواں عود یا عنبر کا ہو، اگر اسے روزہ یاد ہو کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے اس پر متنبہ رہنا چاہئے، جیسا کہ اس پر شرنبلالی سے تفصیلی گفتگو کی ہے۔ت

علامہ شرنبلالی نے [22]غنیہ ذوی الاحکام و[23]امداد الفتاح و[24]مراقی الفلاح تینوں کتابوں میں فرمایا:

وهذالفظ المراقی وفیماذکرنا اشارة الٰی انه من ادخل بصنعه دخانا حلقه بای صورة کان الادخال، فسد صومه	مراقی الفلاح کی عبارت یہ ہے جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر کسی نے ارادۃً حلق میں دُھواں داخل کیا خواہ ادخال کی کوئی صورت

7 فتاوٰی ہندیۃ الباب الرابع فیما یفسد الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۰۳

8 فتاوٰی انقرویۃ کتاب الصوم دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ۱/۱۵

9 درمختار باب مایفسد الصوم مجتبائی دہلی ۱/۱۴۹

سواء کان دخان عنبراوعود اوغیرھما حتی من تبخر ببخور فآواہ الٰی نفسہ واشتم دخانا ذاکرا لصومہ افطر لامکان التحرز عن ادخال المفطر جوفہ ودماغہ وھذا مما یغفل عنہ کثیرمن الناس فلیتنبّہ لہ ولا یتوھم انہ کشم الورد ومائہ والمسك لوضوح الفرق بین ھواء تطیب بریح المسك وشبھہ وبین جوھر دخان وصل الٰی جوفہ بفعلہ[10]۔

ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ دُھواں عنبر ، عود یا ان کے ہم مثل کسی کا ہو حتّٰی کہ جس نے دُھونی سلگائی اور اپنے قریب کرکے اس کا دُھواں سُونگھا حالانکہ روزہ یاد تھا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس صورت میں پیٹ اور دماغ کو روزہ توڑنے والی شے سے محفوظ رکھنا ممکن ہے، یہ ان چیزوں میں سے ہیں جن سے اکثر لوگ غافل ہیں، لہٰذا اس پر خصوصی توجہ دیجئے، یہ وہم نہ کیا جائے کہ یہ تو پھول اور کستوری سُونگھنے کی طرح ہی ہے کیونکہ خوشبو کی مہک اور جوہر دخان میں جو ارادۃً جوف میں جائے بڑا واضح فرق ہے (ت)

اسی طرح [25] ردالمحتار میں امداد الفتاح اور [26] طحطاویہ میں غنیہ سے نقل فرماکر مقرر رکھا۔ [27] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

علی ھذالوادخل حلقہ فسد صومہ حتی ان من تبخر ببخور فاستشم دخانہ فادخلہ حلقہ ذاکرا لصومہ افطر لانھم فرقوا بین الدخول و الادخال فی مواضع عدیدۃ لان الادخال عملہ والتحرز ممکن ویؤیدہ قول صاحب النھایۃ اذا دخل الذباب جوفہ لایفسد صومہ لم یوجد ماھو ضد الصوم وھوادخال الشئی من الخارج الی الباطن وھذا مما یغفل عنہ کثیر فلیتنبہ لہ[11]۔

اس بناء پر اگر کسی روزہ دار نے مذکورہ اشیاء میں سے کسی چیز کو اپنے حلق میں داخل کیا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائیگا حتی کہ جس نے بخور کے ساتھ دُھونی دی اور اس کا دُھواں سُونگھا اور روزہ یاد ہوتے ہوئے حلق میں داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ فقہاء نے متعدد جگہ پر دخول اور ادخال میں فرق کیا ہے کیونکہ ادخال صائم کا اپنا عمل ہے جس سے بچنا ممکن ہے اس کی تائید صاحبِ نہایہ کا یہ قول کرتا ہے کہ جب مکھی پیٹ میں داخل ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو روزہ کی ضد ہو اور وُہ خارج سے کسی شے کا باطن میں داخل کرنا ہے، اس سے بہت سے لوگ غافل ہیں لہٰذا اس پر توجہ چاہئے۔ (ت)

---

10 مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب فی بیان مالایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ٦٢-٣٦١

11 مجمع الانہر ' باب موجب الفساد ' داراحیاء التراث العربی بیروت ' ١/٢٤٥

[28] حاشیۃ الکنز للعلّامۃ السیّد ابی السعود الازہری پھر طحطاوی علی المراقی میں ہے:

واللفظ للاول قولہ اودخل حلقہ غبار والتقیید بالدخول للاحتراز عن الادخال ولھذا صرحوا بان الاحتواء علی المبخرۃ مفسد[12]۔	قولہ "دخل حلقہ غبار" دخول کی قید ادخال سے احتراز کے لئے اسی لئے فقہاء نے تصریح کی کہ بخوردان پر محتوی ہونا مفسد روزہ ہے۔(ت)

بداہۃً واضح کی صورت مذکورہ سوال صورتِ دخول ہے نہ کہ شکلِ ادخال، تواس میں انتقاضِ صوم کا حکم محض بے سند وبے اصل خیال۔

اقول: وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق تحقیق مقام وتنقیح مرام بتوفیق الملک العلام یہ ہے کہ حقیقت صوم امساک عن المفطرات الشرعیہ میں محصور، اور تکالیفِ شرعیہ قدر وسع پر مقصور، اور انتفائے حقیقت کو انتفائے شئے قطعًا لازم وضرور، جس میں ضرورت وعدم ضرورت کا تفرقہ عقلًا ونقلًا باطل ومہجور، مثلًا حقیقتِ نکاح ایجاب وقبول ہے اگرچہ جانب ولی سے، اب اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہاں نہ کوئی ولی نہ حاکمِ اسلام اور بوجہ شدتِ احتیاج زن حالت تا بجنون حقیقی پہنچے کہ اہلیت تصرف سے خارج ہو جائے تو اس ضرورتِ شدیدہ کے لحاظ سے ہر گز روانہ ہوگا کہ کوئی عورت بمجرد ایجاب بے قبول اس کی زوجہ بن جائے یا حقیقت زکوٰۃ کہ تملیک فقیر الخ ہے، اگر کہیں ایسا ہو کہ مصرف کوئی نہ ملے جیسا کہ زمان برکت نشان سید نا مسیح کلمۃ اللہ صلوٰۃ اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ میں ہونے والا ہے تو یہ ممکن نہیں کہ براہِ ضرورت زکوٰۃ اپنی حقیقت سے منسلخ ہو کر کسی غنی کو دینا زکوٰۃ قرار پائے، ارکان ساقط بضرورت، حقیقت ارکان سعت ہوتے ہیں نہ ارکان اصل حقیقت، ورنہ تحقق شئے بے حقیقت شئی محال عقلی ہے تو منافیات سنخ ذات میں ضرورت وبے ضرورت سے تفرقہ نہیں کر سکتے، اب ہم ان اشیاء کو جو خارج سے جوف صائم میں داخل ہوں نظر کریں تو انحائے مختلفہ کو پاتے ہیں ان میں بعض وُہ ہیں جن سے کسی وقت صائم کو احتراز ممکن نہیں، جیسے ہوا، بعض وُہ جن سے احیانًا تلبس ہر شخص کو ضرور، اور ان سے تحرز کلی نا مقدور، جیسے دخول غبار ودخان کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو ان سے قرب کی حاجت ضروری ہے اور وُہ اپنی حد ذات میں ممکن الاحتراز نہیں، آدمی کو کلام سے چارہ نہیں، اور کلام نہ بھی کرے تو بے تنفس کیونکر گزرے، اور ہوا کہ ان کی حامل ہوتی ہے اور تمام

[12] فتح المعین حاشیہ علی شرح ملامسکین باب مایفسد الصوم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۳۱، طحطاوی علٰی مراقی الفلاح باب فی بیان مالایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۲

فضامیں بھری اور متحرک رہتی، جابجالیے پھرتی ہے، آدمی مُنہ بند بھی رکھے تو یہ ناک کی راہ سے داخل ہوسکتے ہیں اور بعض وُہ جن سے ہمیشہ تحرز کرسکتاہے اگرچہ نادرًا بعض اشخاص کو بعض حالات ایسے پیش آئیں کہ تلبس پر مجبور کریں، جیسے طعام وشراب، اور انہیں دخان وغبار کا بالقصد ادخال کہ یہ تو اپنا فعل ہے انسان اس میں مجبور محض نہیں، شرع مطہر نے کہ حکیم ورحیم ہے جس طرح قسم اوّل کو مفطرات سے خارج فرمایا کہ اگر اسے ملحوظ رکھیں تو صوم ممتنع اور تکلیف روزہ تکلیف بالمحال ٹھہرے، اسی قسم ثانی کو مطلقًا شمار مفطرات میں نہ رکھا اگر مفطر مانیں تو دو حال سے خالی نہیں، یا توحکم فطر ہمیشہ ثابت رکھیں تو وہی تکلیف مالایطاق ہوتی ہے یا وقتِ ضرورت باوصف حصول مفطر روزہ باقی جانیں تو بقائے شے مع انتفائے حقیقت یا اجتماعِ ذات ومنافی ذات لازم آئے اور یہ باطل ہے، ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ دربارہ حقائق ضرورت کارگر نہیں ہوتی ولہٰذا شرع مطہر سے ہرگز معہود نہیں کہ کسی شے کو بخصوصہ مفطر قراردے کر بعض جگہ بنظرِ ضرورت حکم افطار ساقط فرمایا مثلًا کتبِ فقہیہ پر نظر ڈالے،

اوّلًا: بیمار قریبِ مرگ ہوگیا مجبورًا دوا پی ضرورت کیسی شدید تھی جس نے روزہ توڑنا جائز کردیا مگر روزہ ٹوٹنے کا حکم مرتفع نہ ہُوا۔

ثانیًا: تلوار سرپر لئے کھڑا ہے کہ نہیں کھاتا تو قتل کردے گا کیسی سخت ضرورت ہے حکم ہوگا کھالے مگر یہ نہ ہوگا کہ روزہ نہ جائے۔

ثالثًا: مخمصہ والے مضطر کی ضرورت سے زیادہ کس کی ضرورت ہے، جس کے لئے مردار سے مردار حرام سے حرام میں اثم زائل، اور بقدر حفظ رمق، تناول فرض ہُوا مگر یہ نہیں کہ یہ حالت بصورت صوم واقع ہو تو ضرورت کے لحاظ سے روزہ نہ ٹوٹے۔

رابعًا: سوتا مرابرابر ہوتا ہے **النوم اخوالموت** (نیند موت کی بہن ہے۔ت) سوتے کے پاس بچنے کا کیا حیلہ، احتراز کا کیا چارہ، مگر یہ ناممکن الاحترازی، بقائے صوم کا حکم نہ لائی، سوتے میں حلق میں کچھ چلاجائے توروزے پر وہی فساد کا حکم آئے گا، غرض خادم فقہ کے نزدیک بدیہیات سے ہے کہ شرع مطہر کبھی کسی چیز کو مفطر مان کر ضرورت وعدمِ ضرورت کا فرق نہیں فرماتی، لحاظِ ضرورت صرف اس قدر ہوتا ہے کہ افطار جائز بلکہ کبھی فرض ہوجائے مگر مفطر مفطر نہ رہے یہ ناممکن، تو ثابت ہُوا کہ اس اصل اجماعی عقل ونقل وقاعدہ شرعیہ آیہ لَایُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[13] (اللہ تعالٰی کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کلّف نہیں ٹھہراتا۔ت) نے واجب کیا کہ قسم ثانی بھی راسًا عداد مفطرات سے مہجور اور مفطر شرعی صرف قسم ثالث میں محصور ہو۔ **بحمد اللہ تعالٰی** اس تقریر منیر سے روشن ہُوا کہ مفطر نہ ہونے کے لئے جس طرح قسم سوم کی ضرورت نادرہ

---

[13] القرآن ۲ /۲۸۶

کہ اتفاقاً بعض صائمین کو بعض احوال میں لاحق ہو جیسے مفطر و مکروہ و نائم و مریض کی مجبوری کافی نہیں ہو سکتی، یونہی قسم اول کی ضرورت دائمہ لازمہ غیر منفطر بھی درکار نہیں بلکہ صرف قسم دوم کی ضرورت عامہ فعلیہ بس ہے اور جب اس کی بناء پر وُہ شے شمار مفطر سے خارج رہی تو اب تفصیل و تفریق اوقات و حالاتِ ضرورت، نہیں کر سکتے ورنہ وہی استحالہ لازم آئے گا جسے ہم ابھی عقلاً و نقلاً باطل کر چکے بس دخولِ دخان و غبار بے قصد و اختیار کبھی کہیں پایا جائے اصلاً مفسدِ صوم نہیں ہو سکتا، نہ اس کہنے کی گنجائش کہ فلاں جگہ اتفاق دخول وہاں جانے سے ہوا نہ جاتا نہ ہوتا، اور جانا قصداً تھا تو ممکن الاحتراز ہُوا۔ امام ۲۹ کردری وجیز میں فرماتے ہیں:

اذا بقی بعد المضمضة ماء فابتلعه بالبزاق ثم لم یفطر لتعذر الاحتراز[14]۔	اگر کُلی کے بعد منہ میں کچھ پانی باقی رہ جائے اور روزہ دار اسے تھوک کے ساتھ نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں (ت)

فتح سے اسی مسئلہ میں گزرا:

صار کبلل یبقی فی فیه بعد المضمضة[15]	یہ اس تری کی طرح ہے جو کُلی کے بعد منہ میں باقی رہ جاتی ہے۔ (ت)

شرنبلالیہ میں امام زیلعی سے ہے:

اذادخل حلقه غبار او ذباب وهو ذاکر لصومه لا یفطر لانه لا یقدر علی الامتناع عنه فصار کبلل یبقی فی فیه بعد المضمضة[16]۔	جب روزہ دار کے حلق میں غبار یا مکھی داخل ہو جائے اگرچہ اسے روزہ یاد ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ اس سے بچنے پر قادر نہیں یہ اس تری کی طرح ہے جو کُلی کے بعد اس کے منہ میں باقی رہتی ہے (ت)

شرح الملتقی للعلامہ عبدالرحمٰن الرومی میں ہے:

انه لایقدر علی الامتناع عنه فانه اذا اطبق الفم لایستطاع الاحتراز عن الدخول من الانف فصار کبلل یبقی فی	روزہ دار اسے روکنے پر قادر نہیں کیونکہ اگر منہ بند بھی رکھے پھر بھی ناک کے ذریعے غبار کے دخول سے احتراز کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ یُونہی جیسے کہ وُہ

[14] بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۰۰
[15] فتح القدیر باب مایوجب القضاۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۵۸
[16] غنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ درر الحکام باب موجب الافساد مطبعہ احمد کامل الکائنۃ دار سعادت ۱/ ۲۰۲

فیه بعد المضمضة[17]۔	تری جو کُلی کے بعد منہ میں باقی رہ جاتی ہے(ت)

دیکھو کُلی کے بعد جو تری منہ میں باقی رہتی ہے اُسے بھی شرع نے اسی تعذر تحرز کی بناپر مفطر نہ ٹھہرایا اب وہاں یہ لحاظ ہر گز نہیں کہ یہ کُلی خود بھی ممکن الاحتراز تھی یا نہیں، اگر محض بے ضرورت کُلی کی جب بھی وُہ تری ناقضِ صوم نہ ہوگی حالانکہ ضرور کہہ سکتے تھے کہ یہ اس کا دخول اس کُلی کرنے سے ہوا، نہ کرتا نہ ہوتا، اور کُلی بے ضرورت تھی تو ممکن الاحتراز ہُوا۔[۳] بزازیہ میں ہے:

یکرہ ادخال الماء فی الفم بلاضرورۃ وفی ظاہر الروایۃ لاباس لان المقصود التطهیر فکان کالمضمضة[18]۔	بلا ضرورت پانی کا منہ میں داخل کرنا مکروہ ہے اور ظاہر روایت کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مقصود تطہیر ہے لہٰذا یہ کُلی کی طرح ہے(ت)

حدیہ کہ بے ضرورت کُلی کرنی ظاہر الروایۃ میں مکروہ بھی نہیں حالانکہ عنقریب آتا ہے کہ بے ضرورت نمک دیکھنے کے لئے شوربا چکھنا مکروہ وناجائز ہے، تو وجہ وہی کہ شرع مطہر اسے شمار مفطرات سے خارج فرما چکی تو اب ضرورت وعدمِ ضرورت پر نظر نہ ہوگی نہ اس میں کسی مفطر کا احتمال پیدا ہوگا کہ کراہت آئے۔

ثم اقول: وباللّٰہ التوفیق اس پر تو عرشِ تحقیق مستقر ہُوا کہ **دخول بلا صنعه کیف ما کان**(بلا قصد دخول جیسے بھی ہو۔ت) اصلا صالح افطار نہیں، ولہٰذا علمائے کرام نے مدار فرق صرف دخول وادخال پر رکھا، دخول کا کوئی فرد مفطر میں داخل نہ کیا **کما سمعت من نصوصهم** (جیسا کہ ان کی تصریحات آپ سُن چکے۔ت) مگر یہاں ایک نکتہ دقیقہ اور ہے سبب **شیئ مفضی الی الشیئ** (شیئ کا سبب شیئ تک پہنچانے والا ہوتا ہے۔ت) دو[۲] قسم ہے: ایک مفضی کلیۃً یا غالبًا جس کے بعد وقوع مسبّب عادت متیقن یا مظنون بظن غالب ہو کہ فقہیات میں وُہ بھی ملتحق بالیقین۔

دوسرا مفضی نادرًا جس کے بعد مسبّب کبھی واقع ہوجائے قسم اوّل کے قصد کو قصدِ مسبّب کہنا مستبعد نہیں کہ جب صاحب قصد کو معلوم کہ اس کے بعد مسبّب ضرور یا اکثر واقع ہی ہوتا ہے اور اس نے سبب کا ارتکاب بالقصد کیا تو گویا وقوع سبب کا التزام کرچکا بایں معنی خیال کرسکتے ہیں کہ ایسا دخول داخل شق ادخال ہوگا، مگر قسم دوم ہر گز اس قابل نہیں، پُر ظاہر کہ یہ سبب سببِ کافی نہ ہوگا۔ اور اس کے بعد وقوع مسبّب

---

[17] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب موجب الفساد داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۴۵

[18] بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۰۵

حالت شک واحتمال ہی میں آئے گا اس کے قصد کو مجازًا بھی قصد نہیں کہہ سکتے **وھذا لایذھب عن عقل عاقل نبیہ، فضلا عن فاضل فقیہ** (یہ تو کسی عقل عاقل سے مخفی نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل فقیہ کے علم سے مخفی ہو۔ت)

حجتِ ساطعہ لیجئے کان میں بالقصد پانی کا ادخال اصح الاقوال پر مفسد صوم ہے مگر یہی ائمہ کرام جو بحالتِ قصد ادخال افساد وابطال کی تصحیح فرماتے ہیں نہانے یا دریا کے اندر جانے میں اگر پانی کان میں چلا جائے تو روزہ نہ جانے کی تصریح فرماتے ہیں ائمہ نے اصلًا اس کا اعتبار نہ فرمایا کہ اس دخولِ آب کا سبب نہانا یا غوطہ لگانا ہُوا اور یہ افعال اس نے بالقصد کئے تو گویا بالقصد پانی کان میں پہنچایا وجہ وہی ہے کہ یہ افعال غالبًا دخولِ آب کے موجب نہیں ہوتے اگرچہ کبھی واقع ہوتا بھی ہے تو اُن کا قصد اس کا قصد نہیں ہوسکتا۔ خانیہ میں ہے:

لو خاض الماء فدخل الماء فی اذنہ لایفسد صومہ وان صب الماء فی اذنہ اختلفوا فیہ والصحیح ھو الفساد لانہ وصل الی الجوف بفعلہ فلا یعتبر فیہ صلاح البدن[19]۔	اگر پانی میں غوطہ لگایا اور پانی کانوں میں داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر کان میں پانی خود ڈالا اس بارے میں اختلاف ہے، مذہب صحیح یہی ہے کہ روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ اس صورت میں پانی پیٹ تک اس کے عمل سے پہنچا ہے لہٰذا اس میں اصلاح بدن کا اعتبار نہیں ہوگا۔(ت)

فتاوٰی امام بزازی میں ہے:

خاض الماء فدخل اذنہ لایفسد بخلاف دخول الدھن وان صب الماء فی اذنہ افسدہ فی الصحیح لوجود الفعل لایعتبر فیہ صلاح البدن[20]۔	روزہ دار پانی میں غوطہ زن ہُوا، اس کے کان میں پانی داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا بخلاف تیل کے دخول کے، اور اگر پانی کان میں ڈالا تو یہ صحیح قول کے مطابق روزہ کو فاسد کردے گا کیونکہ یہ اس کے اپنے عمل سے ہوا ہے، پس اس صورت میں اصلاح بدن کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔(ت)

۳۴ جواہر الاخلاطی میں ہے:

لو اغتسل اوخاض فی الماء فدخل الماء اذنہ لا یفسد صومہ بلاخلاف ولو ادخل الماء فی اذنہ ففیہ الاختلاف	اگر غسل کیا یا پانی میں غوطہ زن ہُوا تو پانی کان میں داخل ہوگیا بالاتفاق روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر پانی کان میں داخل کیا تو اس میں اختلاف ہے

---

[19] فتاوٰی قاضیخان الفصل الخامس فیما لایفسد الصوم منشی نولکشور لکھنؤ ۱/ ۹۹

[20] بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۸

والاصح هو الفساد دلوصوله الی الراس و وصول مالافیه صلاح البدن غیرمعتبر کمالوادخل خشبة فی دبره وغیبها[21]۔	اگر غسل کیا یا پانی میں غوطہ زن ہُوا تو پانی کان میں داخل ہوگیا بالاتفاق روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر پانی کان میں داخل کیا تو اس میں اختلاف ہے اصح قول یہ ہے کہ روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ یہ دماغ تک پہنچ جاتا ہے اور دماغ تک ایسی چیز کا پہنچنا جس میں اصلاح بدن نہ ہو غیر معتبر ہے، جیسا کہ اگر کسی نے اپنی دبر میں لکڑی داخل کی اور وُہ غائب ہوگئی (ت)

فتح القدیر میں ہے:

الفساد اذاأدخل الماء أذنه لااذا دخل بغیرصنعه کما اذا خاض نهرا[22]۔	روزے کا فساد تب ہوگا جب خود اپنے کان میں پانی داخل کرے، اپنے عمل کے بغیر پانی داخل ہونے سے فاسد نہ ہوگا جیسا کہ نہر میں غوطہ زن ہُوا۔ (ت)

دیکھو کیسی صریح تصریحیں ہیں کہ ایسے سبب کا قصد قصدِ مسبّب نہیں، یہاں تک کہ اس صورت میں باوصف فعل سبب وقوعِ مسبّب کو **بغیر صنعه** (اپنے عمل کے بغیر۔ت) فرماتے ہیں۔ اب ہم اپنے مسئلہ دائرہ کو دیکھیں تو کسی مکان میں جہاں بخور سلگتا ہو موضع بخور سے جدا دُور جا کھڑا ہونا کہ دُھواں لینے کا قصد درکنار دُھوئیں کے پاس تک نہ ہو، ہرگز کسی عاقل کے نزدیک دخولِ دخان کا سبب غالب نہیں ہوسکتا ورنہ واجب تھا کہ رمضان المبارک میں دن کو آگ روشن ہونا، شام کے لئے کچھ کھانا پکنا حرام و باعثِ افطار صیام ہوتا اس میں تو شاید خود یہ معترضین بھی شامل ہوں اور امکان احترازہی کی ہوس ہوا گرچہ عندالتحقیق مفطرات میں اس کو دخل نہیں **کما بیّناه بابین وجه لا یحوم حوم حماه شبهة** (ہم نے اسے ایسی واضح وجہ کے ساتھ بیان کیا جسے شبہ کا کوئی جالا ڈھانپ نہیں سکتا۔ت) تو وُہ بداہۃً حاصل، کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ پکانا ہو سحری تک پکار کھیں یا شام کے وقت بازاری اشیاء پر قناعت کریں خصوصًا اہلِ عرب کہ ویسے بھی کھجوروں پر قناعت کے عادی تھے، ہاں سحر کا پکا سرد ہوجاتا یا بازاری اشیا میں مزہ نہ آتا، یہ عدم امکان تحرز نہ ہوا زبان کا مزہ ٹھہرا، کیا اس کے لئے روز روزے رکھ کر باطل کردینا حلال ہوجاتا، جس گھر میں دُھواں ہو وہاں موجود ہونا درکنار، نصوصِ علماء شاہدِ عدل، کہ خود کھانا پکانا، صبح سے شام تک روٹی لگانا بھی دخولِ دخان کا سبب غالب نہیں،

اوّلاً: ۳۵قنیہ و ۳۶تاتارخانیہ و ۳۷بحرالرائق و درمختار و ردالمحتار وغیرہا میں ہے:

[21] جواہر الاخلاطی کتاب الصوم قلمی نسخہ ص ۴۷

[22] فتح القدیر باب مایوجب القضاء نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۶۷

والنظم للدر، لا یجوزان یعمل عملا یصل بہ الی الضعف فیخبز نصف النھار ویستریح الباقی فان قال لا یکفینی کذب باقصر ایام الشتاء[23]۔	در کے الفاظ میں کوئی ایسا عمل جائز نہیں جو کمزور کردے تو نانبائی مثلاً یوں کرے کہ نصف دن روٹی پکائے اور باقی دن آرام کرے، پس اگر وہ شخص کہے کہ اس قدر عمل مجھے کفایت نہیں کرتا تو اس کی تکذیب کی جائے سردیوں کے سب سے چھوٹے دن ہیں (ت)

دیکھو نان پز کو فرماتے ہیں اگر گرمی کے دنوں میں سارے دن روٹی لگانے سے وہ ضعف پیدا ہو کہ ادائے صیام میں خلل انداز ہو تو آدھے دن پکائے کہ چھوٹے دنوں میں دن بھر پکاتا تھا، نمازوں وغیرہ کے وقت نکال کر گرمیوں کا نصف دن اسی کے قریب قریب ہو جائے گا، یہ نہیں فرماتے کہ ضعف تو جب آئے گا آئے گا اور چوتھائی دن در کنار روٹی پکانے سے دُھواں جو حلق و دماغ میں جا کر روزہ ہی کھودے گا۔ **ثانیاً**: ۳۸ سراجیہ وغیرہا میں ہے:

امۃ افطرت فی رمضان متعمدۃ لضعف اصابھا من عمال السید من طبخ او غیرہ کان واسعا وقضیۃ للمملوك ان یمتنع عما یعجزہ عن اداء الفرائض[24]۔	وہ لونڈی جس نے اپنے مالک کی خدمت مثلاً کھانا پکانا وغیرہ پیدا ہونے والے ضعف کے پیش نظر مجبوراً روزہ توڑ دیا تو جائز ہے اور غلام کو یہ حکم ہے کہ وہ ایسے کاموں سے رُک جائے جو ادائے فرائض سے عاجز کردینے والے ہوں (ت)

یہ فرمایا کہ کنیز کو پکانے کی محنت سے ضعف ایسا لاحق ہوا کہ مجبوراً روزہ توڑنا پڑا، جائز ہے اور قضا رکھے، یہ کیوں نہیں فرماتے کہ سرے سے پکانا ہی سببِ افطار ہے، اور کنیز کو جائز نہیں کہ اس میں مولٰی کی اطاعت کرے۔ ۳۹ ظہیریہ و ۴۰ ولوالجیہ و بحر الرائق وغیرہا میں ہے:

للامۃ ان تمتنع من امتثال امر المولی اذا کان ذلك یعجزھا عن اقامۃ الفرائض لانھا مبقاۃ علی اصل الحریۃ فی حق الفرائض[25]۔	لونڈی کے لئے مولی کے ایسے احکام سے رک جانا ہے جس سے وہ ادائے فرض سے عاجز آجائے گی کیونکہ ادائے فرض کے اعتبار سے وہ اصلاً آزاد ہے۔ (ت)

---

23 در مختار کتاب الصوم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۵۲

24 فتاوٰی سراجیہ کتاب الصوم منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۹

25 بحر الرائق فصل فی العوارض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۸۲-۲۸۱

ثالثًا: نورالایضاح و مراقی الفلاح میں ہے:

کرہ للصائم ذوق شئی لمافیہ من تعرض الصوم للفسادوکرہ مضغہ بلا عذر کالمراۃ اذاوجدت من یمضغ الطعام لصبیھا کمفطرۃ لحیض، امااذا لم تجدبدامنہ فلا باس بمضغھا لصیانۃ الولد وللمرأۃ ذوق الطعام اذاکان زوجھا سئی الخلق لتعلم ملوحتہ وان کان حسن الخلق فلایحل لھا وکذا الامۃ قلت کذاالاجیر[26]۔	روزہ دار کے لئے کسی شئے کا چکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ روزہ کو فاسد کرنے کے درپے ہونا ہے۔اسی طرح طعام کا چبانا بھی بلاعذر مکروہ ہے جیسے خاتون بچّے کے لئے کسی دوسرے کو چبانے والا پالے (مثلًا حائضہ عورت کو پائے تو چبانا مکروہ ہے) عورت کو اگر چبانے کے سوا چارہ نہ ہو تو بچّہ کی حفاظت کے لئے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور خاتون کے لئے طعام کا چکھنا بھی جائز ہے جبکہ خاوند بد خلق ہو تاکہ وہ نمک وغیرہ چکھ سکے اور شوہر حسن اخلاق والا ہے تو پھر چکھنا جائز نہیں۔ اور لونڈی کا حکم اسی طرح ہے۔ میں کہتا ہوں اجیر بھی اسی حکم میں ہے (ت)

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

قولہ کذاالاجیرای للطبخ[27]۔	قولہ "کذاالاجیر" یعنی کھانے پکانے کا مزدور۔ (ت)

کنزوبحرونہروہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاولین کرہ ذوق شئی و مضغہ بلا عذر لما فیہ من تعریض الصوم للفسادولایفسد صومہ لعدم الفطر صورۃ ومعنی قید بقولہ بلا عذر لان الذوق بعذر لا یکرہ کما قال فی الخانیۃ، فیمن کان زوجھا سئی الخلق او سیدھا، لا باس بان تذوق بلسانھاوالمضغ بعذربان لم تجدالمرأۃ من یمضغ لصبیھا الطعام من حائض او نفساء اوغیرھما	پہلی دونوں کتب کی عبارت یہ ہے بلاعذر شئی کا چکھنا اور چبانا مکروہ ہے کیونکہ یہ فسادِ صوم کے درپے ہونا ہے، اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ صورۃً و معنیً افطار نہیں پایا گیا "بلا عذر" کی قید اس لئے لگائی کہ عذر کی صورت میں چکھنا مکروہ نہیں، جیسا کہ خانیہ میں اس عورت و لونڈی کے بارے میں ہے جس کا خاوند یا مولٰی بد خلق ہو، اگر ایسا عذر ہو تو زبان کے ساتھ چکھنے میں حرج نہیں اور چبانے میں عذر یہ ہے مثلًا کوئی خاتون نہیں جو بچے کے لئے

[26] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما یکرہ للصائم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص۳۷۱

[27] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما یکرہ للصائم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص۳۷۱

من لایصوم ولم تجد طبیخا ولا لبنا حلیبا لاباس بہ للضرورۃ، الاتری انہ یجوز لھاالافطار اذا خافت علی الولد فالمضغ اولی[28]۔(ملخصًا)	طعام چبادے مثلاً حائضہ یا نفاس والی کوئی عورت یا جو روزہ دار نہ ہوں ، اور نہ روٹی پکی ہُوئی اور نہ دودھ میسر ہوتو اب ضرورت کے پیش نظر کوئی حرج نہیں، کیاآپ نہیں جانتے کہ جب کسی خاتون کو بچّے کے ضائع ہونے کاخوف ہوتوروزہ چھوڑ سکتی ہے، توچبانا توبطریقِ اولٰی جائز ہوگا۔(ت)

فتح القدیر میں ہے:

الذوق لیس بافطار بل یحتمل ان یصیر ایاہ اذقد یسبق شئی منہ الی الحلق فان من حام حول الحمی یوشك ان یقع فیہ انتھت۔[29]	مختصرات۔ چکھنا افطار نہیں بلکہ اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ کہیں کوئی شئے حلق میں چلی جائے (یعنی افطار کا سبب ہے) کیونکہ جو محفوظ جگہ کے قریب جاتا ہے قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔ گزشتہ عبارتیں اختصار کے ساتھ ختم ہوگئیں۔(ت)

دیکھو کنیز مولٰی یا عورت شوہر کے لئے یانان پزمزدوری پر روزے میں کھانا پکائے تو اسے نمک چکھنا جائز نہیں بتاتے جبکہ مولٰی و شوہر و مستاجر خوش خلق و حلیم ہوں کہ نمک کی کمی بیشی پر سختی نہ کریں گے اور کج خلق و بدمزاج ہوں تو روارکھتے ہیں، اور بچّے کو کوئی چیز چباکر دینے میں شرط لگاتے ہیں کہ جب کوئی حیض یا نفاس والی عورت خواہ کوئی بے روزہ دار ایسانہ ملے جو چباسکے، نہ بچّہ کو دودھ وغیرہ اشیاء جن میں چبانے کی حاجت نہ ہو دے سکے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہی کہ چکھنے چبانے سے روزہ جاتا نہیں بلکہ احتمال ہے کہ شاید حلق میں چلا جائے ، لہٰذا بے ضرورت ناجائز ہوا مگر یہ نہیں فرماتے کہ سرے سے پکانا ہی حلال نہیں۔ ابھی گزر چکا کہ غلام وکنیز ایسے احکام میں اطاعت مولٰی نہ کریں، پھر زن واجیر تو دوسرے درجے میں ہیں، اور پُر ظاہر کہ نمک ہر گز حلق میں چلے جانے کا سبب کُلی یا اغلبی کیسا، سبب مساوی بھی نہیں، ہاں احتمال قریب ہے۔ ولہٰذا محقق علی الاطلاق نے بلفظِ احتمال ہی تعبیر فرمایا، اب پکانے کی ان اجازتوں کا منشا دو۲ حال سے خالی نہیں یا تو امر وہی ہے کہ دخولِ دخان جبکہ شرعًا دائرہ مفطرات سے خارج ہوچکا مدار کار حقیقۃً قصدِ ادخال پر رہا، بغیر اس کے جب افطار ہی نہیں تو اس کے قرب و تعریض میں کراہت کیوں ہو، یا اگر قصد سبب اغلب قصد مسبّب ٹھہراؤ تو واجب

[28] بحرالرائق باب مایفسد الصوم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۸۰-۲۷۹

[29] فتح القدیر باب مایوجب القضاء والکفارۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۶۸

کہ دخول دخان کے لئے طبخ وغیرہ کی سببیت اُس سے بھی اضعف و نادر تر ہو جو دخول شور باکے لئے ذوق کی اور فی الواقع تجربہ بھی اس کی ندرت کا گواہ، دھواں جب حلق میں جاتا ہے اس کی تلخی محسوس ہوتی اور طبیعت کی دافعہ فورًا دفع کرتی ہے، اور جب دماغ میں جاتا اس کی سوزش معلوم ہوتی اور دماغ کو اذیت دیتی ہے، یہ حالت کھانا پکانے والوں کو شاذ و نادر واقع ہوتی ہے نہ کہ ہر وقت یا ہر روز، تو دُھوئیں سے دُور جُدا کھڑا ہونا اور بھی زیادہ سبب شاذ تر ہوگا، اُسکے قصد کو قصدِ مسبّب کہنا کیونکر ممکن، لاجرم یہاں اگر ہوگا تو وہی محض دخول جسے تمام کُتب میں تصریحًا فرمایا کہ ہرگز مفسدِ صوم نہیں، بالجملہ اصول وفروعِ شرعیہ پر نظر ظاہر اسی طرف منجر کہ اسباب علی الاطلاق ساقط النظر، ولہٰذا جس طرح رمضان مبارک میں [۱] نہانا، [۲] دریا میں جانا حرام نہ ہُوا حالانکہ اس کے سبب کان میں پانی بھی چلا جاتا ہے۔ [۳] دن کو کھانا پکانا اور [۴] کاموں کے لیے آگ جلانا حرام نہ ہوا۔ مسلمان [۵] نانبائیوں، [۶] حلوائیوں، [۷] لوہاروں، [۸] سناروں وغیرہم کی دُکانیں قطعًا معطل کردینا واجب نہ ہو حالانکہ ان میں دُھوئیں سے ملاسبت ہے۔ [۹] جرّاروں، [۱۰] قصابوں، [۱۱] شکّر سازوں، حلوائیوں کا بازار ہڑتال کردینا لازم نہ ہوا کہ کثرتِ مگس کا موجب ہے۔ دن کو [۱۲] چکّی پیسنا، [۱۳] غلّہ پھٹکنا، [۱۴] باہر نکلنا گلیوں میں چلنا حرام نہ ہوا۔ حالانکہ وہ غالبًا غبار سے خالی نہیں ہوتیں۔ یونہی [۱۵] کو مساجد بلکہ گھروں میں بھی جھاڑوں دینا خصوصًا صدرِ اوّل میں فرش کچّے ہوتے تھے۔ [۱۶] عطاروں کا دوائیں کُوٹنا، [۱۷] مزارعوں کا غلّہ ہوا پر اڑا کر صاف کرنا۔ [۱۸] معماروں کا مٹی کی دیوار گرانا۔ [۱۹] مسافروں کا خوب چلتی ہوئی ریگستان میں سفر کرنا۔ [۲۰] فوج صائمین کا گھوڑوں پر سوار نرم زمینوں سے گزرنا کہ غالبًا دخول غبار کے اسباب ہیں ان کی حرمت بھی کہیں مذکور نہیں بلکہ فوجی مجاہدوں کا روزہ احادیث سے ثابت اور بے ضرورت کُلی کا جواز تو صراحتًا منصوص، بہر حال اس قدر تو قطعی یقینی اسباب غیر غالبہ کلیۃً نا ملحوظ، لہٰذا علمائے کرام نے بخور کے سبب فساد صوم ہونے کی یہی تصویر فرمائی کہ اگر دان پر محتوی ہوجائے یعنی ایسا جھک جائے کہ گویا وُہ اس کے جسم کے اندر اور اس کا بدن اُس پر مشتمل ہے اور شرنبلالیہ و امداد و مراقی وطحطاوی وشامی ومجمع الانہر میں تو اس پر بھی قناعت نہ فرمائی کہ **فآواہ الی نفسہ**[30] بخوردان کو اپنے بدن کے متصل کرلیا بلکہ صراحتًا اس پر زیادت کی **واشتم دخانہ**[31] قریب کرکے اس کا دھواں اُوپر کو سونگھا، یہ خاص قصد ادخال اور اس کا مفطر ہونا بے مقال اور صورتِ سوال پر حکمِ افطار باطل خیال **ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحانہ ولی التوفیق والحمد للہ رب العالمین**

---

30 مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی باب فی بیان مالایفسد الصو، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص ۳۶۱

31 غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب موجب الافساد مطبعہ کامل الکائنہ دار سعادت مصر ۱ /۲۰۲

(تحقیق کا حق یہی تھا اللہ سبحانہ ہی توفیق کا مالک ہے والحمد للہ رب العالمین۔ت) اور اس پر ایجاب کفارہ تو صریح بہتان۔ کفارہ کے لئے جنایت کاملہ چاہئے اور بے قصد و بے ارادہ کون سی جنایت کاملہ ہو سکتی ہے، اگر بفرضِ غلط اس صورت میں روزہ جانا بھی ٹھہرا لیتے تو کیا شرع سے کوئی اس کی نظیر بتا سکتا ہے کہ بلا قصد جو افطار واقع ہو اس میں حکمِ کفارہ دیا گیا ہو، بھلا یہ تو بلاارادہ حلق یا دماغ میں دُھواں جاتا ہے، بلاتعمّد جماع بھی تو موجب کفارہ نہیں جو اکبر و اشنع مفطرات ہے۔ تنویر الابصار میں ہے:

ان جامع فی رمضان اداء اوکل اوشرب عمدا . قضی وکفر[32]۔	اگر ادائے رمضان عمداً جماع کیا یا کھاپی لیا تو قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔(ت)

درمختار میں ہے: عمدا راجع للکل[33] (قصداً کی قید ہر ایک سے متعلق ہے۔ت) ردالمحتار میں ہے:

المراد تعمد الافطار والناس وان تعمد استعمال المفطر لم یتعمد الافطار[34]۔	یہاں ارادۃً افطار مراد ہے، بھول جانے والا اگرچہ کھانے پینے کا قصد تو کرتا ہے مگر اس کا افطار کا ارادہ نہیں ہوتا۔(ت)

یہ مسئلہ بدیہیاتِ فقہیہ سے ہے حاجتِ ایضاح سے غنی۔

قلت: وانما اطنبنا الکلام فی ھذا المقام حرصا علی احکام الاحکام وادغام الاوھام احترا سا ان لایعثر عاثر حین یعثر علی بحث للعلامۃ الشرنبلالی فی ھذا المرام حیث قال رحمہ اللہ تعالٰی فی غنیۃ ذوی الاحکام قولہ اودخل حلقہ غبار اواثر طعم الادویۃ فیہ لانہ لایمکن الاحتراز منھا اھ لدخولہ من الانف اذا اطبق الفم کما فی الفتح قلت فھذا یفید	**قلت:** ہم نے اس مقام پر اتنی طویل گفتگو اس لئے کی ہے کہ احکام میں استحکام اور اوہام کا ازالہ ہو اور اگر آپ علامہ شرنبلالیہ کی بحث پر مطلع ہوں تو وہاں ہر کسی کے اعتراض سے محفوظ ہو جائیں انہوں (رحمہ اللہ تعالٰی) نے غنیہ ذوی الاحکام میں فرمایا قولہ یا روزہ دار کے حلق میں غبار یا ادویات کا ذائقہ داخل ہو جائے کیونکہ اس سے احتراز ممکن نہیں اھ کیونکہ اگر منہ بند بھی ہو تو ناک کے ذریعے دخول ہو جائیگا، جیسا کہ فتح القدیر میں ہے، **قلت** یہ عبارت بتا رہی ہے

[32] تنویر الابصار متن درمختار باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ مجتبائی دہلی ۱/۱۵۱

[33] درمختار باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ مجتبائی دہلی ۱/۱۵۱

[34] ردالمحتار باب مایفسد الصوم مصطفی البابی مصر ۲/۱۱۸)

انه اذاوجدبدامن تعاطی مایدخل غبارہ فی حلقه افسد لوفعل اھ [35] وقال السیّد الطحطاوی فی حاشیة علی المراقی وعلی الدر واللفظ للاولی قوله اودخل حلقه غبارالخ به عرف حکم من صناعته الغربلة اوالاشیاء التی یلزمها الغبار وھو عدم الصوم وفی سکب الانھرعن المؤلف ولووجدبدامن تعاطی مایدخل الخ ویدل علیه التعلیل بعدم امکان التحرز [36] اھوقال السید الشامی فی ردالمحتار قوله لعدم امکان التحرز عنه ھذایفید انه اذاوجدبدامن تعاطی الخ شرنبلالیه [37] اھ ملخصًا فیظن ان مانحن فیه من باب تعاطی سبب ممکن التحرز عنه، وحقیقة الامر ان العلامة الباحث رحمه اللہتعالٰی لاینکر ان مدارالاحکام ھٰهنا علی التفرقةبین الدخول والادخال، فحسب اما سمعت الی مامر من قوله فی متنه لایفسد الصوم۔	اگر ایسے کام میں مشغولیت سے چارہ ہو جس سے غبار حلق میں داخل ہو جاتی ہے تو اب اگر عمل کیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اھ سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی اور حاشیہ در میں کہا ہے اور یہ عبارت پہلی کتاب کی ہے قولہ یا غبار روزہ دار کے حلق میں داخل ہو گئی الخ اس سے ان لوگوں کا حکم معلوم ہو گیا جو گیہوں چھانتے یا ایسے کام کرتے ہیں جن کے ساتھ غبار لازمی ہے اور وہ ہے روزہ کا نہ ہونا، سکب الانہر میں مؤلف سے ہے اگر ایسے کام سے بچنے کا چارہ ہو جس سے دخولِ غبار ہوتا ہے اب اگر ایسا عمل کیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا، دلیل یہ علت ہے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اھ سیّد شامی نے ردالمحتار میں فرمایا قولہ "اس سے بچنا ممکن ہو تو الخ شرنبلالیہ اھ تو اس سے گمان کرلیا گیا ہے کہ زیرِ بحث مسئلہ ان میں سے ہے یہاں غبار والے سبب میں مشغول ہونے سے بچنا ممکن ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ علّامہ رحمہ اللہ تعالٰی اس بات کے منکر نہیں کہ احکام کا مدار یہاں فقط دخول اور ادخال کے فرق پر ہے کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ متن کے حوالے سے پیچھے گزرا کہ روزہ اس صورت میں فاسد نہ ہوگا

[35] غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب موجب الفساد احمد کامل الکائنۃ دار سعادت مصر ۱/۲۰۲

[36] طحطاوی علٰی مراقی الفلاح باب بیان مالایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۲

[37] ردالمحتار باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ مصطفٰی البابی مصر ۲/۱۰۶

ولودخل حلقه دخان بلا صنعه [38] وشرحيه له وحاشيته على الدررمن قوله فيما ذكرنا اشارة انه من ادخل بصنعه فسد صومه [39] وقوله لامكان التحرزعن ادخال المفطر [40] ولذالماأتى العلامة المدقق العلائى فى الدرعلٰى تلخيص كلام الشرنبلالى لم يلخص الاحر فا واحدا وهو التفرقة بالدخول والادخال كما اسمعناك نصه وانما مطمع نظره وملمح بصره رحمه اللّٰه تعالٰى ما القينا عليك ان السبب اذا كان مفضيا ولابد كان قصده قصدالمسبب فكان من باب الادخال بصنعه، وانما يستقيم ان استقام فيما يفضى قطعا اوظنًا غالبًا ومن الدليل عليه نوطه فى الكتب الثلثة حكم الفساد بمجردتعاطى تلك الاسباب حيث قال"افسد لوفعل"ولم يقل"لو فعل ودخل"فانما ينظر الى ان فعله يوجب الدخول فاجتزأبذكره عنه والافلايتوهم عاقل فضلا عن فاضل فضلا عن مثل هذاالفاضل ان

جب دُھواں حلق میں بلا قصد و عمل داخل ہُوا، اس کی دونوں شروحات اور حاشیہ درر کے حوالے سے یہ قول بھی گزرچکا کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روزہ دار نے اگر خود دُھوئیں کو داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، قولہ کیونکہ اس صورت میں روزہ توڑنے والی اشیاء کے ادخال سے احتراز ممکن ہے اس لئے در میں علامہ مدقق علائی نے شرنبلالی کے کلام کی تلخیص کرتے ہُوئے صرف ایک حرف کی تلخیص کی ہے اور وہ دخول اور ادخال میں فرق ہے جیسا کہ پیچھے ہم نے ان کے الفاظ آپ کے سامنے رکھے، جو ہم نے بیان کیا اس سے علامہ رحمہ اللہ تعالٰی کا مطمح نظر یہ ہے کہ سبب اگر لازمی طور پر مفضی ہے تو اس سبب کا قصد مسبّب کا ہی قصد ہوگا تو یہ ادخال بالقصد کے باب سے ہوگا، اگر یہ درست ہے تو یہ صرف وہاں ہی ہوگا جہاں سبب قطعی یا ظن غالب کے طور پر مفضی ہوگا اس پر دلیل یہ ہے کہ تینوں کتب میں حکم فساد کا مدار محض ان اسباب میں مشغول ہونے کو قرار دیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں "اگر اس نے ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا"، یہ نہیں کہا "اگر کیا اور داخل ہوگیا"، کیونکہ ان کی نظر اس پر تھی کہ ایسے اسباب کا کرنا ہی دخول کا موجب ہے لہٰذا اس کے ذکر پر اکتفاء فرمایا ورنہ کوئی عاقل چہ جائیکہ ایسا فاضل یہ بات کہے کہ محض ان کاموں

---

38 نورالایضاح باب مایفسد الصوم مطبع علیمی لاہور ص ٦٤

39 مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی باب فی بیان مالایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ٣٦١

40 غنیہ ذوی الاحکام مع حاشیہ درر باب موجب الافساد مطبعہ احمد کامل الکائنہ دار سعادۃ مصر ١ /٢٠٢

مجرد تعاطی تلك الافعال یفسد الصوم وان لم یدخل شئی ثم ھو رحمه اللّٰه تعالٰی دار یقیقنًا ان الکینونة فی بیت فیه بخور لیس سببا غالبا لدخول الدخان ولذا علق الفساد فی کتبه الثلثة "بایوائه الٰی نفسه" بل ولم یقنع به حتی زاد "واشتم دخانه" فقد وضح اتضاح الشمس فی رابعة النھاران لامساس بمسألتنا لما بحث العلامة الفاضل ھنا۔

میں مشغول ہونا روزہ توڑ دیتا ہے اگرچہ کوئی شئی داخل نہ ہوتی ہو، پھر علّامہ رحمہ اللہ تعالٰی یہ بھی یقینا جانتے ہیں کہ جس گھر میں بخور ہو وہاں موجود ہونا دھوئیں کے دخول کا سبب غالب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ تینوں کتب میں یہ قید لگائی ہے کہ اسے اپنے قریب کرے بلکہ اس پر بھی اکتفانہ کیا حتی کہ یہ زائد کیا کہ اس کا دھواں سُونگھے، اب تو روشن دن کی طرح واضح ہوگیا کہ علامہ فاضل نے جو یہاں کہا ہے اس کا تعلق ہمارے زیر بحث مسئلہ سے نہیں ہے۔

ثمّ اقول: وبه ظھر وللّٰه الحمد انه لایرد علی بحثه ماقد منا من مسائل الطبخ والذوق و الاغتسال وخوض الماء والطحن والسف و دخول الطرقات وامثالھا، فھذا غایة ماوصل الیه ذھنی القاصر فی تصحیح بحثه لکن یرد علیه من المنصوصات مسألة المضمضة ورودًا لامردله فانھا سبب اغلبی بل کلی لدخول البلل ولم یکن تعاطیھا ولو بلا ضرورة بل بلا حاجة لیفسد الصوم بالاجماع وان قیل فی النوادر بکراھتھا ولعل مجیبا یجیب بان لیس الحامل فیه علی الحکم بعدم الفطر مجرد امتناع التحرز بل وشئی اٰخر وھو کونه قلیلا تابعا للریق کما قالوا فی لحم بین اسنانه قال فی الھدایة لو

ثمّ اقول: بحمدللّٰه اس سے واضح ہوگیا کہ جو ہم نے پیچھے مسائل بیان کئے مثلاً کھانا پکانا، چکھنا، غسل کرنا، پانی میں غوطہ لگانا، چکّی پیسنا، غلّہ پھکنا اور گلیوں میں چلنا وغیرہ، یہ سب علامہ کی بحث کارد نہیں کرتے۔ علّامہ کی بحث کی تصحیح میں بندہ کا ذہن قاصر اسی انتہائی مقام پر پہنچاہے، لیکن اس پر منصوصات میں سے مسئلہ کلی کرنا ایسا وارد ہوتا ہے جس کا جواب نہیں کیونکہ وہاں تری کا دخول سبب اغلب ہی تک نہیں بلکہ کلی سبب ہے اور روزہ دار کا اس میں مشغول ہونا اگرچہ بلا ضرورت بلکہ بلاحاجت ہو حالانکہ اس صورت میں روزہ بالاتفاق نہیں ٹوٹتا، اگر یہ کہا جائے کہ نوادر میں ہے کہ اس میں کراہت تو ہے تو شاید جواب دینے والا یہ کہے کہ کُلی میں عدم فطر کے حکم کا باعث محض احتراز کا امتناع ہی نہیں بلکہ ایک اور شئی بھی ہے اور وہ اس کا قلیل اور تھوک کے تابع ہونا ہے جیسا کہ فقہاء نے اس گوشت کے بارے میں کہا ہے جو

اکل لحماً بین اسنانه فان کان قلیلالم یفطر لان القلیل تابع لاسنانه بمنزلة ریقه، بخلاف الکثیرلانه لایبقی فیما بین الاسنان والفاصل مقدار الحمصة ومادونهاقلیل[41] اھ۔ **اقول:** ولا یجدی فان عدم الافطار ھٰھنا ایضاً انما ھو معلل بعدم امکان التحرز، فرجع الامرالی ماوقع،قال فی الفتح وانما اعتبر تابعاً لانه لایمکن الامتناع عن بقاء اثر مامن المآکل حوالی الاسنان وان قل ثم یجری مع الریق التابع من محله الی الحق فامتنع تعلیق الفطار بعینه فیعلق بالکثیر وھو ما یفسد الصلٰوۃ لانه اعتبر کثیرافی فصل الصلوۃ ومن المشائخ من جعل الفاصل کون ذٰلك ممایحتاج فی ابتلاعه الی الاستعانة بالریق او لا الاول قلیل والثانی کثیروھو حسن لان المانع من الحکم بالافطار بعد تحقق الوصول کونه لا یسھل الاحترازعنه وذٰلك فیما	دانتوں میں پھنس جاتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کسی نے دانتوں کے درمیان پھنسا ہوا گوشت کھالیا اگر وُہ تھوڑا تھا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ قلیل دانتوں کے تابع ہونے کی وجہ سے بمنزل تھوک ہوگا،بخلاف کثیر کے، کیونکہ وُہ دانتوں کے درمیان باقی نہیں رہ سکتا اور قلیل و کثیر میں فرق یُوں ہے کہ اگر چنے کی مقدار ہو تو کثیر اور اس سے کم ہو تو قلیل اھ۔ **اقول:** یہاں یہ بات بھی مفید نہیں کیونکہ روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ یہی بیان کی گئی کہ تری سے بچنا ممکن نہیں تو معاملہ پھر اسی طرف لوٹ آیا جہاں تھا، فتح میں ہے تابع اس لیے قرار دیا کہ کھانے کے بعد دانتوں کے ارد گرد پر اثر کا باقی نہ رہنا نا ممکن ہے اگرچہ وہ اثر بہت قلیل ہو پھر وُہ تھوک کے ساتھ اپنی جگہ سے حلق کی طرف چلاجاتا ہے تو اب روزہ ٹوٹ جانے کو بعینہٖ اس اثر کے ساتھ متعلق کرنا ممکن نہ رہا، ہاں کثیر سے متعلق ہوگا اور وُہ اتنی مقدار ہے جو نماز کو فاسد کردے کیونکہ اسے نماز کے معاملہ میں کثیر اعتبار کیا گیا ہے، مشائخ میں سے بعض نے قلیل و کثیر میں یُوں فرق کیا کہ اس شیئ کو نگلنے کے لئے تھوک کی مدد کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر مدد درکار ہے تو قلیل ورنہ کثیر، اور یہ بہت خوب فرق ہے کیونکہ جوف میں وصول کے بعد روزہ نہ ٹوٹنے کے حکم میں مانع صرف یہ ہے کہ اس سے احتراز آسان نہ تھا اور یہ بات اس میں

[41] الہدایۃ باب مایوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۹۸

یجری بنفسه مع الریق الی الجوف لافیما یتعمد فی ادخاله لانه غیر مضطر فیه اھ؂ وقد نقل کلامه العلامة الشرنبلالی نفسه فی المراقی تصریحا وفی الغنیة تلویحامقرا علیه. وھذاایضا بحمدالله‌تعالٰی مشید ارکان مانحونا الیه من ان المناط ھو الفرق بالدخول والادخال لاغیر وان لا نظر فی الدخول الی کون سببه ممایستھل التحرز عنه. الاتری ان الانسان غیر مضطرالی اکل مایبقی شئی منه فی اسنانه کاللحم وامثاله. بل یمکن الاجتزاء بمثل اللبن ثم ان سلم له ان تعاطی الاسباب الغالبة من باب الادخال المفطر لوجب ان یکون مفطرا مطلقا وان احتاج الیھا کما قد منا بحقیقته فلیس من لم یکن عندہ ما یغنیه یومه ولم یقدر علی الاکتساب الابحرفة غر بلة وھرس وخبز وطبخ ونحوھا ممایدخل فیه الغبار و الدخان باجلّ ضرورة واقل حیلة من مریض اونائم اومکرہ او ذی مخمصة فاذالم یستحق اولئِك اسقاط

جاری ہو سکتی ہے جو تھوک کے ساتھ جوف میں جائے، لیکن اس میں جاری نہیں ہو سکتی جس کا ادخال عمداً ہو کیونکہ اس میں روزہ دار مجبور نہیں اھ علامہ شرنبلالی نے یہ کلام مراقی میں تصریحًا اور غنیہ میں اختصار کے ساتھ اسے ثابت رکھتے ہُوئے نقل کیا ہے، بحمد اللہ یہ بھی ہماری اس گفتگو کی بنیادوں کو مستحکم کرتا ہے کہ فرق کامدار دخول اور ادخال پر ہے، اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں اور دخول میں اس طرف نظر کرنا بھی مناسب نہیں کہ اس کا سبب ہونا ایسا تھا جس سے بچنا آسان تھا، کیا آپ ملاحظہ نہیں کرتے کہ دانتوں میں جو بچ جاتا ہے مثلاً گوشت وغیرہ تو انسان اس کے کھانے پر مجبور نہیں بلکہ انسان کا اس سے محفوظ رہنا ممکن بھی ہے، مثلاً دودھ وغیرہ کے ذریعے، پھر اگر یہ تسلیم کرلیا جائے ایسے اسباب میں مشغول ہونا جن سے غالبًا دخولِ غبار ہو جاتا ہے اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے، تو ضروری ہوگا کہ یہ ہر حال میں روزہ ٹوٹنے کا سبب بنے اگرچہ آدمی ان کا محتاج ہو، جیسا کہ ہم پیچھے اس کی حقیقت بیان کرآئے، تو وہ شخص جس کے پاس دن گزارنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو اور وُہ آٹا چھاننے، گھوڑا دوڑانے، روٹی کھانے اور پکانے وغیرہ جو دخولِ غبار کا سبب ہیں ان کے علاوہ کسی کاروبار پر قادر بھی نہ ہو تو ایسا شخص مریض، سونے والے، مکرہ اور صاحبِ اضطرار سے ضرورت

حکم الفطر فاَنّٰی یستحقه من هو دونهم وقد جری هو بنفسه فی متنه علی تعمیم الغبار غبار الطاحونة فالاوفق الارفق الالصق بالاصول بالقبول عندی هوالاطلاق الذی جرت علیه المتون والشروح و الفتاوی قاطبة الی اواسط القرن الحادی عشر حتی جاء العلامة الشرنبلالی فنظر ماَنظر ولقد احسن واجاد فی کتبه الثلثة اذا علق الفساد بالبخور علی اشتمام الدخان والعلم بالحق عند الملك المنّان۔	میں زیادہ اور حیلہ میں کم نہیں ہوتا، توجب مذکورہ لوگ اسقاط حکم افطار کے مستحق نہیں توجوان سے کم درجہ کا معذور ہے وہ اسقاط کا کیسے مستحق ہوگا، علامہ نے خود متن میں عام غبار کا اعتبار کیا ہے جیسے چکّی کی غبار، تو اصول کے زیادہ موافق و مناسب ہوگی اور قبول کے زیادہ لائق۔ میرے نزدیک وہ اطلاق ہے جس پر گیارہویں صدی کے وسط تک تمام متون وشروحات اور فتاوٰی کی نقل جاری رہی حتی کہ علّامہ شرنبلالی کا دور آیا تو اُنہوں نے اس پر غور و فکر کیا جو اُن کی شان کے لائق تھا، اُنہوں نے اپنی تینوں کُتب میں یہ لکھ کر بہت ہی خُوب کیا کہ بخور کا دُھواں قصداً سُونگھنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ حق کا علم مالک اور احسان فرمانے والے اللہ تعالٰی کے لئے ہے۔ (ت)

الحمدللہ یہ جواب عجاب، کاشف صواب، ورافع حجاب اوائل ذی القعدۃ الحرام کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ "الاعلام بحال البخور فی الصیام" نام ہوا، وصلی اللہ تعالٰی علی سیّدنا ومولانا محمد واٰله وصحبه و بارك وسلم، وا للہ وسبحانه وتعالٰی اعلم و علمه جل مجده اتم واحکم۔